مشاہیر علمائے سرحد
قسط ۳

میری علمی و مطالعاتی زندگی
سلسلہ عنا

ایک بقیۃ السلف عالم دین

علامہ مولانا

مارتونگ صاحب مدظلہ

کی

کہانی اُنکی اپنی زبانی

راوی :- صاحب سوانح مد ظلہ
روایت :- مولانا فضل مولیٰ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ
ترجمہ :- ادارۂ الحق

سنڈاکی بابا سے بیعت | سابقہ تعارف کی بناء پر میں حضرت سنڈاکی باباجی مرحوم کا شرف ملاقات حاصل کرنے علاقہ سوات کے موضع شامیزو روانہ ہوا، اور حضرت کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کی حضرت مرحوم کا قاعدہ تھا کہ بیعت سے ان افراد کو نوازتے تھے، جن میں صداقت خلوص اور تکمیل شوق کا جذبہ ہوتا لیکن میری درخواست بیعت پر کسی قسم کا پس و پیش نہ کیا۔ اسی رات میں نے نماز استخارہ پڑھی، اور سو گیا۔ جواب میں جو کچھ نظر آیا وہ صبح کے وقت میں نے حضرت کو حرف بحرف بیان کیا۔ میری روئیداد کو سنکر حضرت نہایت خوش ہوئے۔ اور مجھے اس مسجد سے جہاں بہت ہجوم رہتا اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ چلتے چلتے ہم گاؤں کی ایک پرانی ویران سی مسجد میں پہنچ گئے اور یہیں پر حضرت نے مجھے بھی وضو کرنے کا حکم دیا اور خود بھی وضو کیا اور مسجد کے ایک تاریک کمرے میں مجھے بیعت سے نوازا خصوصی ہدایات دیں اور کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب کی۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر حضرت نے مجھ سے خصوصی مصافحہ فرمایا اور کہا کہ بیعت کا اس قسم کا مصافحہ سلسلہ وار چلا آرہا ہے۔ اور یہ بالواسطہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور بیعت رسولؐ درحقیقت بیعت خدا ہے۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اور آج کے بعد تم پر لازم ہے کہ رب کے قوانین کی حدود کے اندر رہیں۔ اور ہر قسم کی نفسانی اور حیوانی خواہشات کو قابو میں رکھیں۔ اس کے بعد میں ہر چار پانچ سال کے بعد حضرت کا شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضری دیا کرتا تھا۔ اس دوران میں نے اپنے اسباق سلسلہ قادریہ کی

تکمیل بھی کی۔ حضرت نے چونکہ مجھے خلافت سے نہیں نوازا تھا۔ اور نیز چند مقامی وجوہات کی بنا پر وہ دیر چلے گئے تھے اور وہاں موضع کوہاں شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس لئے ان کی وفات تک زیارت کا موقع نصیب نہ ہو سکا۔ ان کا مزار شریف یہیں ہے۔

جذبۂ تبلیغ کی شدت | حضرت کی وفات کے چند سالوں بعد دل میں جذبۂ تبلیغ ابھر آیا، اور چند باعمل اور صالح علماء کو اپنے ساتھ لیکر گاؤں گاؤں پھرے اور تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف احکام شرعی کا نفاذ تھا۔ میری ان کوششوں کا نتیجہ بہت جلد سامنے آیا اور علاقہ مارتونگ چکیسر اور علاقہ اباسین چیرزائی میں ہمیں بے حد کامیابی حاصل ہوئی۔ میری ان مخلصانہ جدوجہد اور شوق سے متاثر ہو کر میری قوم نے مجھ سے بیعت کے مطالبے شروع کئے، لیکن چونکہ میں بیعت کا مجاز نہیں تھا، اس لئے میں نے کوئی ایسا کام نہیں کرنا تھا جس کا مجھے حکم نہیں ملا تھا۔ لیکن میرے جو وظائف اور اذکار لوگوں نے سنے تھے انہوں نے از خود انہیں ورد میں شامل کر لیا، اور قدرتِ الٰہی یہ کہ وہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔ بعد ازاں میں علاقہ تیراہ میں پڑوان شریف گیا۔ وہاں حضرت شیخ المشائخ سید عبدالرازق سے ملاقات ہوئی۔ (موصوف نقشبندیہ قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں خلیفہ تھے۔) اسی دوران ہم احکام شرعی کی تبلیغ کرتے رہے۔ اور خصوصاً ادائیگی حج پر ہم نے بہت زور دیا۔ لوگوں کو اس فریضہ کی جانب مائل کرنے کا نہایت اثر ہوا۔

فریضۂ حج | بعض اکابرین چکیسر نے مجھے بھی فریضہ حج ادا کرنے کی پیشکش کی۔ اگرچہ زادِ راہ کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن توکل علی اللہ اور وسیلہ انسان کے ذریعے خدا نے مجھے اپنے گھر کی زیارت سے نوازنا تھا سو وہ ہوا۔ ۵ شوال ۱۹۴۸ء کو روانگی ہوئی، راستے میں کچھ عرصے تک بمبئی میں ٹھہرے رہے۔ لیکن جب مکہ معظمہ پہنچ گئے تو ذیقعدہ کی درمیانی راتیں تھیں، چونکہ ایام حج ابھی دور تھے، اس لئے عمرہ پر اکتفا کرنا پڑا۔ اور زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مدینہ منورہ کیطرف چل پڑے۔

شیخ سنوسی اور مولانا عبدالغفور مہاجر مدنی سے ملاقات | مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد نبوی کے کے باب السلام میں داخل ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا عبدالغفور (عباسی) سے ملاقات ہوئی حضرت مولانا موصوف اس زمانہ میں دہلی کی مسجد سبیل میں امام تھے اور مدرسہ امینیہ میں درس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ انہوں نے مجھے پہچانا۔ اور علمائے ہند سے بھی میرا تعارف کرایا جو وہاں مقیم تھے۔ لہٰذا آئے دن وہ لوگ ہمیں مدعو کرتے۔ ان دنوں تیونس کے شیخ المشائخ حضرت سنوسی بھی مدینہ منورہ آئے تھے۔ ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے بھی زیادہ تھی۔ شیخ مرحوم نے جنگ طرابلس میں حکومت ترکیہ کو

تین لاکھ مرید جنگ کے لئے دئیے تھے۔ یہ باتیں مجھے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نے بتائیں نیز یہ بھی بتایا کہ حضرت شیخ ایک محدث عالم بھی ہیں، اور بہت نزدیکی واسطوں سے سلسلۂ سند حضور اکرمؐ تک پہنچتا ہے۔ ان سے ملاقات کا شوق دل میں موجزن ہوا کہ تذکرۂ علمی ہو، ان کی صحبت میں بیٹھ کر عربی میں گفتگو ہو۔ ملاقات کے دوران ان کی علمی قابلیت سے کافی متاثر ہوا، اور ان سے صحاح ستہ کی تدریس کی اجازت کی سند کیلئے عرض کیا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے دو سند لکھیں جن پر اپنی مہر خاص لگوائی، ایک مجھے دیدی اور ایک مولانا عبدالغفور صاحب کو۔ دس بارہ دنوں کے بعد مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا عبدالسلام تنوی (ہزارہ) سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے بتایا کہ اگر مکہ معظمہ میں تدریس کی خواہش سے انہیں آگاہ کروں تو وہ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن میں نے معذرت کا اظہار کیا۔ اور وطن واپس آیا ـــــــ

شیخ سید عبدالرزاق سے خلافت میرے ایک مرید نے حضرت سید عبدالرزاقؒ کو میرے حالات سے آگاہ کیا، تو انہوں نے مجھے ایک تحریری حکمنامہ ارسال فرمایا، جس میں انہوں نے مجھے سلسلۂ قادریہ میں خلیفہ مقرر فرمایا تھا، اور مجھے اجازت دی تھی کہ میں لوگوں سے بیعت لوں۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عبدالرزاقؒ مزار پیر باباؒ تشریف لے آئے اور پھر مریدوں کے بے حد اصرار پر پورن بھی تشریف لے آئے۔ میں بھی حضرت سے ملاقات کی غرض سے پورن آیا، ملاقات کی اور ان سے گذارش کی کہ مارتونگ کو اپنے قدموں سے مشرف فرمائیں۔ میری درخواست پر وہ مارتونگ آئے۔ میں نے طلباء کو چھٹی دی۔ ان دنوں میں نے ترمذی شریف ختم کی تھی اور شمائل ترمذی کو ابھی ابھی شروع کیا تھا۔ حضرت صاحب کو میں نے اسباق کے متعلق بتایا تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ شمائل ترمذی شریف ان کے سامنے طلباء کو پڑھاؤں، اور باقی اسباق کی چھٹی کر دوں، طلباء جمع ہوگئے اور درمیان میں حضرت صاحب جلوہ نشین ہوئے، ان کی کرامت کا اثر تھا کہ طلباء پر توجہ سے نہایت اثر ہوا۔ درس کے دوران سب طلبہ پر گریہ طاری ہوا، بیقراری اور اضطراری کیفیت قابل دید تھی کبھی وہ رونے لگتے اور کبھی قہقہے لگاتے، تمام طلباء اور میں خود بھی حضرت کی اس جلالی کیفیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ درس کے خاتمہ پر طلباء نے حضرت سے عرض کیا کہ انہوں نے اپنی توجہ مولوی صاحب کی طرف کیوں نہیں کی، تو ارشاد ہوا اگر میں انہیں بھی توجہ دے دیتا تو پھر وہ بھی درس دینے کے قابل نہ رہتے۔ اگلی رات کو حضرت تیراہ صاحب نے مجھے اسباق چشتیہ دئیے اور نقشبندیہ، مجددیہ

مخصوصہ کے اسباق بھی سمجھائے۔ اور بعد میں کافی ہدایات و نصیحتوں اور محبت سے مجھے ان دو سلسلوں میں بھی اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت کی واپسی کے بعد میں نے بیعت اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور مجموعی طور پر پچیس سال تک۔ مارتونگ اور دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف میں تدریس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ایک سال تک دارالعلوم مظہر العلوم منگورہ میں افتتاح کے بعد درس دیتا رہا۔ جس کے بانی حضرت حاجی خونہ گل صاحب ہیں۔

مارتونگ میں تدریس کا نظام الاوقات | مارتونگ میں تدریس کے پہلے بیس سالوں میں نصاب اور طریقۂ تعلیم یہ تھا کہ شروع میں طلباء کو منطق اور فقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ فنون ختم کرنے کے بعد ہدایہ دونوں جلدیں شروع کی جاتی تھیں۔ نیز اس دوران نماز فجر کے فوراً بعد تدریس میں مشکوٰۃ شریف بھی پڑھاتا تھا۔ اور مشکوٰۃ شریف ختم کرنے کے بعد جلالین شریف تمام طلباء کو پڑھاتا تھا۔

خواب میں زیارت | مارتونگ میں تدریس کے دوران متعدد بار خواب میں زیارت رسولؐ کا شرف حاصل ہوا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ میں ایک گاڑی میں سوار ہوں اور میرے ساتھ چند اور علماء بھی ہیں۔ جب ہماری گاڑی ایک جگہ پہنچی تو آواز آئی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ملاقاتیوں کو اجازت ہے۔ مجھے نہایت تعجب ہوا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے نہیں اترا۔ میں گاڑی سے اترا اور اس جانب روانہ ہوا جہاں سے آواز آئی تھی۔ سامنے دیکھا کہ ایک میدان ہے، جہاں مخلوقات کا مجمع ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اتنے میں نظر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ میں نے حضورِ اقدسؐ کے جسمِ مبارک کو دیکھا تو ایک نوجوان نظر آئے۔ اس کے بعد حضورؐ نے اوروں سے بھی اسی طرح سے مصافحہ فرمایا۔ مصافحہ کا انداز ایسا تھا کہ ہر آدمی آگے آتا اور رسول اللہ سے مصافحہ کرنے کے بعد واپس چلا جاتا۔ میں نے ان سے دوبارہ مصافحہ فرمایا۔ جب زائرین مصافحہ سے فارغ ہوئے تو رسول کریمؐ ایک راستے پر روانہ ہوئے میں بھی پیچھے چل پڑا اور تیسری بار مصافحہ کیا مگر مصافحوں سے مجھے تسکین نہ ہوئی۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب ان کے قریب پہنچا تو حضرتؐ مجسم نور نے بندہ ناچیز سے معانقہ فرمایا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو ان کی عمر مجھے ستر کی لگتی۔ میں محسوس ہوتی یعنی کافی فرق محسوس ہوا۔ پہلی ملاقات میں نوجوان محسوس ہوتے تھے، اور اب پچاس پچپن برس سے زیادہ کے ۔۔۔ اس خواب کے بعد میں

نے محسوس کیا کہ میرے ذہن میں آلودگی اور گندگی باقی نہیں رہی تھی۔ اور ذہن میں صفائی پا رہا تھا، یہاں تک اسباق پڑھانے کے دوران بلاکاتبہ دمشقیہ عجیب عجیب لطائف بیان ہوئے درس کے ساتھ ساتھ میں نے جب تبلیغ کا کام بھی شروع کیا، تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول مقبول ہمارے گاؤں کے قریب ایک پہاڑی کے پاس جلوہ افروز ہیں اور ان کے گرد بیشمار لوگ ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں ہوں۔ لیکن ان سے آگے اور رسول اللہؐ کے سامنے دوزانوں بیٹھا ہوں۔ خواب کو دیکھے اگرچہ ایک زمانہ ہوچکا ہے، لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھے استارہ میں کچھ فرمایا تھا۔ اس رات کے بعد میرے جذبۂ تبلیغ میں شدت پیدا ہوگئی۔ لیکن ساتھ ساتھ میں تدریس بھی کرتا رہا۔ اس زمانے میں جب میں نے حسب معمول درس مشکوٰۃ شریف شروع کیا تو شیر افضل خان نامی ایک حکیم جو چکیسر کے رہنے والے تھے، مشکوٰۃ شریف کے متعلق مارتونگ کے طلباء کے ساتھ بحث وتمحیص کرتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے اسرار ورموز سے واقفیت کے شوق نے تجسس کو ابھارا دیا اور ایک دن فیصلہ کیا کہ درس مشکوٰۃ شریف میں ضرور شرکت کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے کی تکمیل کی خاطر وہ ہماری مسجد میں آپہنچے۔ لیکن جب طلباء کی زبانی اسے معلوم ہوا کہ درس مشکوٰۃ شریف ختم ہوگیا تو اسے بے حد مایوسی ہوئی۔ لیکن شوق اور لگن نے اسے نہ چھوڑا اور وہ روزانہ نماز عصر کے وقت چکیسر سے مارتونگ آجاتے اور مجلس میں بیٹھ کر علمی ودینی مسائل سنتے۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں صحاح ستہ مہیا کروں لیکن میرے پاس چونکہ طلباء دورہ حدیث کو پڑھانے کے لئے صرف یہی کتب تھیں۔ اس لئے میں نے معذرت کی۔ اسی دن وہ صاحب حیثیت ومروت اشخاص کے پیچھے لگ گئے اور انہیں مدرسہ کے لئے کتب خریدنے پر آمادہ کیا۔ ان لوگوں نے حسب توفیق چندہ کرکے تقریباً ۲۰۰ روپے جمع کئے۔ اس واقعہ سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوں۔ اچانک اسی اثناء میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کہیں سے نمودار ہوئیں اور میری جانب بڑھنے لگیں۔ میں تعظیماً کھڑا ہوا اور انہیں بیٹھنے کی گذارش کی وہ میری جگہ آکر بیٹھ گئیں۔ جب وہ چارپائی پر بیٹھ گئیں تو میری نگاہیں پہلی بار ان کے چہرے مبارکؓ پر پڑیں، انہوں نے بھی میرا جائزہ لیا، لیکن مجھے دوبارہ انہیں دیکھنے کی جرأت نہ ہوسکی، پہلی نظر میں جب میں نے انہیں دیکھا تو ان کے چہرے میں نورانیت چھلک رہی تھی، شیشہ کی طرح شفاف، انہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے کہ انسان شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہا ہو۔ جب میں جاگ اٹھا تو دورۂ حدیث کی تدریس کے شوق نے عشق کی کیفیت اختیار کرلی تھی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ پشاور جاکر ان روپوں سے صحاح ستہ کی کتابیں خریدوں۔ لیکن پہلے حضرت مولانا قطب الدین

عوز عشتی رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث پڑھانے کی اجازت لوں۔

مولانا قطب الدین عوز عشتی رح سے اجازت حدیث | اجازت کے ارادے سے میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی اس وقت مولانا طلباء کو موطا پڑھا رہے تھے۔ میں نے ان سے اجازت حدیث مانگی انہوں نے مجھے موطا امام مالک رح کی دے دی اور پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے جب پہلا صفحہ پڑھا تو انہوں نے مسکرا کر کتاب بند کی اور فرمایا جاؤ میری طرف سے آپ جیسے آدمیوں کو صحاح ستہ پڑھانے کی اجازت ہے، کیونکہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں حضرت قطب الدین رح اور میرے استاد الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمن رح دونوں ہم درس رہ چکے تھے اور دونوں حضرات رح نے دورۂ حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے پڑھا تھا۔ حضرت مولانا قطب الدین رح سے اجازت حاصل کرنے کے بعد میں نے باقاعدہ صحاح ستہ پڑھانا شروع کیا، کتابیں خریدیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اور علمی کتابیں بھی پڑھائیں۔ اور ایک مخلوط طریقہ سے میں تقریباً ۲۶ سال تک درس دیتا رہا۔ ایک رات میں نے خواب میں انتقال جناب سرور کائنات دیکھا، ان کی چارپائی کے قریب ایک پستول پڑا تھا میں نے وہ اٹھا لیا اور سینے سے باندھ لیا۔ لیکن اس کی پٹی بہت لمبی تھی اور سینے سے نیچے تک لٹک رہی تھی۔ جب میں جاگا تو تعبیر پر متحیر ہوا۔ لیکن جلد ہی حقیقت معلوم ہوئی، کیونکہ دوسری رات جب میں نے خواب دیکھا کہ حضرت اخوند صاحب سوات مارتونگ میں تشریف لائے ہیں۔ وہ اس جگہ جہاں ایک مزار ہے، خیمہ زن تھے اور وہیں سے احکامات صادر فرما رہے تھے ایک شخص میرے پاس آیا اور ایک لفافہ مجھے دے کر واپس چلا گیا جب میں نے لفافہ کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ: میری طرف سے تم حاکم ہو۔

دارالعلوم سیدو میں | چند روز کے بعد تقسیم ہند سے قبل بادشاہ صاحب اور والی سوات صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ سیدو شریف میں ایک دارالعلوم کھولیں۔ اس وقت کے ولی عہد صاحب نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ وہ ایک دارالعلوم کھول رہے ہیں۔ اور میں بحیثیت صدر مدرس وہاں پہنچ جاؤں۔ اور ایک عالم بھی بطور قاصد کے بھیج دیا۔ چونکہ میں علیل تھا اس لئے میں نے معذرت کا اظہار کیا اور انہیں جواباً کہا کہ اگر زندگی رہی اور صحت ہوئی تو حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ دارالعلوم کا قیام و افتتاح ذیقعدہ ۱۹۴۵ء میں ہوا۔ اسی دوران مجھے بار بار دعوت دی گئی، لیکن چونکہ میں علیل تھا۔ اس لئے وہاں نہ پہنچ سکا۔ چند مہینوں کی علالت کے بعد جب صحت قدرے اچھی ہوئی تو میں ربیع الاول کے مہینہ میں سوات چلا گیا۔ اور ۱۰ ربیع الاول کو دارالعلوم میں درس شروع کیا۔ اس سال چونکہ تعلیمی سال میں چند ماہ رہ گئے تھے۔ اس لئے دورۂ حدیث کا انتظام نہ ہو سکا، اور آئندہ سال کے لئے یہ ارادہ پکا کر لیا۔ اور اسی طرح اگلے

سال دورہ حدیث کے علاوہ فنون وغیرہ کے درس بھی باقاعدہ شروع ہوگئے۔ ان دنوں مہمانوں اور متعلقین کے آنے جانے کی وجہ سے مجھے مالی دشواریوں کا بہت سامنا کرنا پڑا۔

میاں گل عبدالودود بادشاہ کیساتھ قیام | ایک دن بادشاہ صاحب نے مجھے طلب فرمایا اور کہا کہ چونکہ میرے مہمان زیادہ آتے رہتے ہیں اور ان کی خاطر تواضع وہاں کے شایانِ شان ناممکن ہے۔ اس لئے میں ان کے ساتھ ان کے ذاتی محل جسکا نام عقبہ تھا میں رہوں۔ چنانچہ میں وہاں منتقل ہوا اور میری دشواریاں اور پریشانیاں ختم ہوگئیں۔ کیونکہ چائے صبح کے وقت نوکر لے آتا اور کھانا بادشاہ صاحب کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتا۔ نیز عقبہ سے دارالعلوم تک آنے جانے سے ورزش بھی ہوجاتی اس لئے بفضلِ خدا صحت بالکل ٹھیک ہوئی۔ بادشاہ صاحب کے ساتھ عقبہ میں تقریباً پندرہ سال میں نے گذارے۔ اسی دوران میں ہر جمعرات کو باجازت، بادشاہ صاحب مسجد ڈبہ منگورہ جاتا، وہاں میرے فرزند مولانا رشید احمد اور میرے چچازاد بھائی مولانا امان اللہ مقیم تھے۔ پندرہ سال بعد دارالعلوم منگورہ کے قریب ایک نئی عمارت میں منتقل کی گئی۔ چونکہ اب روزانہ عقبہ سے اس نئی جگہ آنا دشوار تھا، اس لئے میں نے بادشاہ صاحب سے منگورہ میں قیام کی اجازت لی۔ مولانا رشید احمد اور مولانا امان اللہ فراغت کے بعد مارتونگ چلے گئے اور وہیں سے علمِ دین کے تشنگان کی پیاس بجھاتے رہے۔

طلبہ کی حالت میں فرق | میں نے بیس سال تک جن طلباء کو پڑھایا ان میں ہر وطن اور ہر قوم کے لوگ تھے۔ اور ان میں طلبِ دین کا جذبہ تھا، خلوص تھا، اور وہ نہایت شوق سے دینِ الٰہی سے معرفت کی خاطر اتنی صعوبتیں برداشت کرکے آتے تھے۔ لیکن آئندہ چھ سال تک میں نے جن طلباء کو پڑھایا، ان میں سے اکثر سند کے لئے آیا کرتے تھے، انہیں نہ دین سے غرض تھی اور نہ عمل وعلم کا شوق۔ بعض مدرسی اور عہدوں کے لالچ میں مگن تھے۔

حالانکہ ہمارے دارالعلوم سے ایسے طلباء بھی فارغ ہوئے ہیں جنہیں سرکاری عہدوں کی پیشکش نہایت عزت واحترام کے ساتھ کی گئی تھی۔ اور وہ دارالعلوم اسلامیہ اور دارالعلوم چار باغ میں مدرسی کے اہم فرائض پر مامور کئے گئے تھے۔ میں نے کئی بار استعفیٰ دینے کی کوشش کی لیکن ہر بار بادشاہ صاحب نے مجھے اس ارادے سے باز رکھا، اور مجھے نہایت ادب سے تدریس کے لئے روکے رکھا۔ اور یہ کہتے کہ اگر تم والی صاحب کو استعفیٰ کی منظوری کے لئے مجبور بھی کردو تو وہ صرف مجبوری ہوگی۔ اور جس وقت وہ آپ کا استعفیٰ خوشی سے منظور کریں تو وہ ناراض بھی نہ ہوں گے۔ اور آپ کو مراعات

سے بھی نوازدیں گے۔

مسجد تورہ قل پشاور میں تدریس | دارالعلوم سیدو شریف کی تدریس سے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ چونکہ میرے چچا نے شادی نہیں کی تھی، بالآخر ہم سب نے انہیں مجبور کیا کہ کوئی نشانی رہ جائے گی تو ہم نے ان کے لئے رشتہ کا انتخاب کیا اور مہر وغیرہ میں نے اپنے ذمہ لیا جس کی وجہ سے مقروض ہونا پڑا۔ اس وقت میرے ساتھ بعض منتہی طلباء زیر تعلیم تھے جن میں ایک مولوی محمد سلیم بدخشانی تھے جو انتہائی درجہ کے ذکی اور ذہین تھے، فنون میزانی اور فنون حکمیہ ایک دفعہ پڑھ چکے تھے، لیکن دوبارہ مجھ سے حکمۃ وفلسفہ کی اونچی کتابیں پڑھنا چاہتے تھے وہ اس امر کے باعث ہوئے کہ میں دارالعلوم تورہ قل بائی پشاور میں مدرسی اختیار کروں تاکہ قرض بھی ادا ہو سکے اور ہماری پڑھائی میں بھی حرج نہ ہو، بلکہ پشاور میں تعلیمی افادہ اور بھی بڑھ جائے گا، تو میں نے یہ بات مان لی اور انہوں نے تورہ قل بائی کو منظوری کی اطلاع دی میں نے اپنے طالب العلموں کے ساتھ پشاور گیا اور تدریس شروع کی۔ دو تین ہی ماہ گذرے تھے کہ طلبہ کثرت سے اکٹھے ہوئے، ایک سو چالیس تک تعداد پہنچی اور کچھ طلبہ ہندوستان سے بھی آئے طلبہ کی بڑی بڑی جماعتیں ترتیب دیکر میں پڑھاتا۔ اور ۱۵ شعبان کو گھر آیا، حاجی صاحب تورہ قل مرحوم نے کئی خطوط بھیجے کہ آپ پھر تشریف لائیں جتنی تنخواہ آپ لینا چاہیں، لیکن میری مجبوری قرض کی ادائیگی دور ہو چکی تھی۔ اس لئے وہاں جانے سے معذرت کی۔

تلامذہ | تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے، چند مشہور افراد جو معلوم ہو چکے ان کے نام یہ ہیں :-

۱۔ استاذ الکل مولانا عبدالشکور معروف کندیا مولوی صاحب۔ ۲۔ مولانا عبدالغفار صاحب کوہستان۔ ۳۔ موحجوم مولوی کوہستانی ۔ ۴۔ مولانا محمد ہاشم صاحب پنج شیر افغانستان۔ ۵۔ مولانا طالب محمد بدخشانی۔ ۶۔ مولانا محمد شریف کابلی۔ ۷۔ مولانا محمد سلیم بدخشانی۔ ۸۔ مولانا محمد شریف کاما مولوی صاحب۔ ۹۔ مولوی شمد ڈہ صاحب۔ ۱۰۔ مولانا عبدالسلام چیزروی۔ ۱۱۔ مولانا رحیم اللہ صاحب دارالعلوم سوات۔ ۱۲۔ مولانا زرولد صاحب دارالعلوم سوات۔ ۱۳۔ مولانا فضل مولیٰ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۱۴۔ مولانا عبدالرحمان صاحب شیخ الحدیث تعلیم القرآن راولپنڈی۔ ۱۵۔ مولانا عبدالمنان صاحب سینئر مدرس تعلیم القرآن راولپنڈی۔ ۱۶۔ مولانا نقیب احمد صاحب دیروی۔ ۱۷۔ مولانا عبدالحلیم کوہستانی سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۱۸۔ مولانا مغفور اللہ صاحب چیزروی۔